رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام اڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۹۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

جناب حافظ روشن علی صاحب روزانہ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔ ۲۵ مئی کو سورہ مائدہ ختم ہوئی۔

۲۳ مئی کو کسی قدر بارش ہوئی۔ جس سے موسم خوشگوار ہو گیا۔ اور روزہ داروں کے لئے خاص آرام کا باعث ہوا۔

رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات کرنا خاص فضیلت رکھتا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اپنی ایک تقریر میں جو گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے متعلق ہدایت فرما چکے ہیں احباب اپنے ہاں کے محتاجوں اور مسکینوں کو بھی صدقہ دیں۔ لیکن احمدیہ یتیم خانہ کے بچوں کو بھی نہ بھولیں اور انکے لئے جو کچھ بھیجنا چاہیں ناظر صاحب بیت المال کے ہاں بھیجدیں۔

نامہ لندن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ ۲۹۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء)

امریکہ میں احمدیہ مشن

احباب کرام تک یہ امر پہونچ چکا ہے۔ کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو امریکن حکام کی طرف سے بعض روکاوٹیں پیش آجانے کے بعد آخر امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی ہے۔ یہ واقعہ معمولی نہیں۔ بلکہ اسلام کی تاریخ میں نہایت اہم واقعہ ہے۔ اور ایک بہت بڑی فتح ہے۔ جو اصل اسلام یعنے احمدیت نے نئی دنیا میں حاصل کی ہے۔ ایک بیج ہے جو خدا کے فضل سے بو دیا گیا ہے۔ ایک بنیاد ہے جس کا پتھر حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں سے رکھدیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ یقیناً اس ملک میں جیسا کہ مفتی صاحب کو لورپول سے رخصت کرنے کے بعد میں نے رؤیا میں دیکھا۔

"اسلام کا درخت پھولیگا پھلیگا اور دنیا کے کونوں تک پھیلیگا"

چونکہ انگلستان کی جماعت کا بھی مفتی صاحب کے امریکہ میں داخل ہونے کے معاملہ میں بہت دخل ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ احباب کرام کو اس سے آگاہ کر دوں۔

جن معزز دوست مسٹر M. Rosanthal نے ضمانت کے کاغذ پر دستخط کئے۔ اور نیویارک سے معزز معزز خواتین کے سفر کر کے فلیڈلفیا گیا۔ وہ برادران فیتھ کا بہنوئی ہے۔ اور خواتین ان کی بہنیں ہیں۔ پھر اس کے علاوہ اور معزز احباب خصوصاً مسٹر جے سکاٹ افسر انچارج پاسپورٹ ڈیپارٹمنٹ ہمدردانہ امداد کے لئے شکریہ کا استحقاق رکھتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالےٰ نے سامان کر دیا ہے۔ اور امریکہ میں احمدیہ مشن قائم ہو چکا

ہے۔ جس کے لئے احمدی قوم قابل مبارکباد ہے۔

ایک انگریز احمدی کا خط

عزیزی اخویم جیکوس عبداللہ باٹملے ان سعید نوجوانوں میں سے ہیں۔ جن کے سینے نور احمدیت سے منور ہوئے ہیں۔ اخویم موصوف جب گذشتہ مرتبہ عاجز سے ملنے آئے تو فرمایا کہ سرکاری کاغذات میں مذہب کا اندراج کرانا پڑتا ہے۔ میں کرسچن کی جگہ کیا لکھواؤں۔ مجھے احمدی کے جامع لفظ کے سوا اور کوئی بہتر لفظ نظر نہ آیا۔ اس لئے میں نے یہی تجویز کیا۔ اور عزیز موصوف نے سرکاری کاغذات میں "احمدی" کا لفظ لکھوا دیا ہے۔ اور چونکہ انکی بیوی اللہ کے فضل سے اسلام لے آئی ہے۔ اس لئے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اخویم عبداللہ خاکسار کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسز باٹملے نے میری عدم حاضری کے عذرات عرض کر دیئے ہونگے۔ مجھے حاضر نہ ہونے کا افسوس ہے۔ اور میں نہایت عاجزانہ طور پر معافی کا خواستگار ہوں۔

میں نے کاغذات میں "احمدی" کے لفظ کا اندراج کرا دیا ہے۔ اور اب تمام حالات درست ہیں۔ میں اس کمال عنایت کا جو آپ مسز باٹملے اور ننھے بشیر پر کرتے رہے ہیں۔ بہت مشکور ہوں۔ اور اب آپ کو اس کا اجر مل گیا ہے کیونکہ ایلیام ملنے مجھے کہا ہے۔ کہ انہوں نے درخواست بیعت ارسال کر دی ہے۔ اور وہ اللہ کے فضل سے دست بدعا ہیں کہ ان کی بیعت قبولیت کا شرف حاصل کرے۔

میری خوشی کا پیالہ خدا نے بھر دیا ہے۔ اور اب ہم میاں بیوی آئندہ اور زیادہ اتحاد و محبت کے ساتھ زندگی بسر کرینگے کیونکہ ہم دونوں ، اللہ کو سچا خدا True God اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو "خدا کا نبی" یقین کرتے ہیں میں محنت سے علم حاصل کرنے میں مصروف ہوں۔ اور اللہ کا اچھا بندہ بننے میں کوشاں ہوں۔

آپ کا عقیدتمند خادم ۔ عبداللہ جیکوس باٹملے

لیکچرس

مولوی فتح محمد سیال کا ایک لیکچر سوسائٹی آف فیلولوجی میں زراعت پر ہوا۔ اس تقریر سے قبل قابل مقرر نے بیان کیا۔ کہ مسلمانوں نے ہر ملک میں جا کر مخلوق خدا کی بہتری کے سامان کئے ہیں ہندوستان میں بھی نہروں وغیرہ کی طرف توجہ کی تھی۔ اور زراعت کو ترقی دینے کے ذرائع پر غور کیا تھا۔ اور یہ اسلام کی تعلیم کا اثر تھا۔ اس کے بعد مقرر نے پنجاب میں زراعت کے مضمون پر نہایت پسندیدہ مضمون پڑھا

مضافات لنڈن میں ایک جگہ پیچ نام ہے۔ وہاں عورتوں کی ایک سوسائٹی کوآوپریٹو گلڈ نام ہے۔ برٹش اینڈ انڈیا سوسائٹی کی سکرٹری کے توسط سے اس سوسائٹی میں "ہندوستان میں مسلمانوں کا دورہ" کے مضمون پر لیکچر کا انتظام ہوا۔ اور مولوی فتح محمد صاحب نے ۲۲۔ اپریل کو نہایت قابلیت سے مضمون بالا پر قریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ مسلمانوں میں اصلاحی تحریکات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود کی آمد اور حضور کے پیغام صلح کا ذکر کیا۔ اور سوالات وجوابات کے دلچسپ سلسلہ میں "اسلام میں عورت" کی حیثیت کے مضمون پر بھی نہایت عمدہ تقریر ہو گئی ۔

ممالک غیر میں اشاعت اسلام کرنیوالوں کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ کہ بعض غیر ممالک میں ایسے مبلغین کو بھیجا جائے۔ جو اپنے اخراجات کے خود ہی کفیل ہوں۔ اور اپنے ہاتھوں محنت مشقت کر کے قوت لایموت مہیا کریں۔ سو میں حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء مبارک کے ماتحت اعلان کرتا ہوں۔ کہ وہ احباب جو اس طریق سے خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ بہت جلدی اپنی درخواستیں میرے پاس بھیجدیں۔ درخواست کنندہ کم از کم انٹرنس تک کی قابلیت رکھتا ہو۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اس اخلاص ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ جو خدا کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کرنے والوں میں پایا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی بڑی سے بڑی رکاوٹ ان کے حوصلہ کو پست نہ کر سکے۔ اور کوئی بڑی سے بڑی مصیبت ان کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے۔ پس احباب خدا تعالیٰ سے ہمت اور ثبات کی توفیق چاہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں۔ تاکہ ہر جگہ خدا اور اس کے رسول کا نام پہنچا دیا جاوے اور صداقت کی پیاسی روحوں کی پیاس بجھائی جا سکے۔ اور یاد رکھیں خدا تعالیٰ ان کو بشارت دیتا ہے کہ لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجۃ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ وفضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجراً عظیماً۔ کہ خدا کی راہ میں جان اور مال خرچ کرنے والوں کے لئے دوسروں کے مقابلہ میں بہت بڑا درجہ ہے۔ اور مبارک ہے۔ وہ جس کو یہ درجہ حاصل کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ جہاں جہاں کوئی صاحب بھیجے جائینگے۔ وہاں تک پہنچنے کے اخراجات کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اور پھر ان کو اپنا آپ انتظام کرنا ہو گا۔ یہی وہ طریق ہے۔ جس سے دنیا میں اسلام پھیل سکتا ہے۔ احباب اس مبارک کام کے لئے جہاں تک ہو سکے جلدی درخواستیں بھیجدیں۔ خدا تعالیٰ کے کام تو آخر ہو کر ہی رہیں گے۔ مبارک ہے وہ جو مفت میں ثواب کما لے۔ والسلام

خاکسار:۔ رحیم بخش ایم اے ۔ (قادیان)

اعلان

مبلغین تیار کرنے کے لئے حافظ روشن علی صاحب کو تالیف کے دفتر سے فارغ کر کے ایک باقاعدہ کلاس ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جس کا کورس دو سال کا ہو گا۔ اور اس عرصہ میں حافظ صاحب کو دار الامان سے باہر نہ بھیجا جائیگا۔ تاکہ اس کلاس کا ہرج نہ ہو۔ اس لئے چاہیئے کہ بیرونجات سے احباب ان کے بلوانے کے لئے کوئی درخواست ارسال نہ فرماویں۔ والسلام

خاکسار:۔ رحیم بخش ایم اے
ناظر تالیف و اشاعت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۲۷ مئی ۱۹۲۰ء

قادیان کی آواز اسلام کی آواز ہے

وکیل مورخہ ۸ ۔ مئی ۱۹۲۰ء میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ " کیا قادیان کی آواز اسلام کی آواز ہے " اور اس موضوع پر لکھتے ہوئے معزز ایڈیٹر صاحب وکیل تحریر فرماتے ہیں کہ :-

" اسلامی ہند فرقہ بندیوں میں پہلے ہی کافی طور پر جکڑا ہوا تھا ۔ اور یہ ہلاکت آفرین روح بدترین نتائج پیدا کر رہی تھی ۔ کہ دفعتہً میرزا غلام احمد آنجہانی اسلامی ہند کے سٹیج پر نمودار ہوئے ۔ اور ان کا ظہور گویا ایک مسلسل اور عظیم خانہ جنگی کا پیغام تھا ۔ جس نے شیرازہ قومی کی پراگندگی میں خاص طور پر مدد دی "

حضرت مرزا صاحب کے آنے سے قبل مسلمانوں کی حالت

ان الفاظ کی صحت یا عدم صحت کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ دیکھنا چاہیئے ۔ کہ جو وقت ہمارے آقا حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام " اسلامی ہند کے سٹیج پر نمودار ہوئے " اس وقت مسلمانوں کی حالت کیا تھی ؟ جاننے والے جانتے ہیں کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے نہ صرف دست و گریبان تھے ۔ بلکہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ۔ اور معمولی معمولی مسائل پر ان میں جنگ ہوتی تھی ۔ اور اس وقت نہ صرف مسلمانان ہند میں ہی بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں جنگ ہو رہی تھی ۔ اور ایسی جنگ جس کے شعلے بھڑک کر مذہبی امن و امان کی ہستی کو خاکستر بنا رہے تھے ۔ اگرچہ مسلمان اسلام کے نام میں مشترک نظر آتے تھے ۔ مگر دراصل تحسبہم جمیعا و قلوبھم شتیٰ کے مصداق تھے ۔ حضرت مرزا صاحب کی آمد سے قبل مسلمانوں کی جو حالت تھی ۔ اس کا اظہار خود ایڈیٹر صاحب وکیل کے یہ الفاظ کہ " اسلامی ہند پہلے ہی فرقہ بندیوں میں جکڑا ہوا تھا ۔ اور یہ ہلاکت آفرین روح بدترین نتائج پیدا کر رہی تھی " خوب کر رہے ہیں ۔ اصل میں کسی مامور کے آنے کا یہی وقت ہوتا ہے ۔ جیسا کہ قرآن کریم نے اس حقیقت کو اس طرح واضح کیا ہے ۔ کہ کسی مامور دینی کی بعثت کے قبل لوگوں کی حالت بگڑ چکی ہوتی ہے ۔ اور جب کوئی مامور آتا ہے تو لوگوں کے تمام اسقام ظاہر ہو جاتے ہیں ۔ مگر حقیقت سے ناآشنا علاج اسقام کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے اس روحانی طبیب کو کوسنے لگتے ہیں ۔ کہ یہی ہماری بیماری کا موجب ہے ۔ اور یہ خیال نہیں کرتے ۔ کہ اس بیماری نے ان کے جسم کو کھا لیا ہے ۔ جس کا چارہ کار یہ آنیوالا شخص ہے قرآن کریم فرماتا ہے :- کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین و انزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ و ما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینٰت بغیا بینھم فھدی اللہ الذین اٰمنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ و اللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم (البقرہ) پس جب صرف مسلمان کہلانیوالوں کی حالت بگڑی ہوئی تھی ۔ بلکہ ظھر الفساد فی البر و البحر کے ماتحت ہر طرف فساد اور تاریکی تھی ۔ اس وقت خدا کی قدیم سنت کے ماتحت خدا کا مامور " مرزا غلام احمد " مبعوث ہوا ۔ اور اس نے آواز بلند کی کہ میں تمام جہاں کا مصلح اور بالخصوص تمام اسلامی متفرق طاقتوں کو مجتمع کرنیوالا اور دینی نزاعوں کے فیصلہ کے لئے حکم ہوں ۔ مجھے مانو ۔ اگر اس آتش بغض و عناد اور نااتفاقی کے تباہی خیز نتائج سے بچنا چاہتے ہو ۔ یہ آواز معمولی آواز نہ تھی بلکہ ویسی ہی تھی ۔ جیسی آوازیں اپنے اپنے وقت میں طور سے ۔ ناصرہ سے اور بیت اللہ سے بلند ہوئی تھیں اس آواز پر لوگوں کے دو گروہ ہو گئے ۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے ۔ اب مذاہب کی تاریخ ہمیں یہ بتا رہی ہے کہ دنیا میں جب کبھی کوئی مصلح آیا ہے ۔ دنیا کی یہی حالت ہوتی رہی ہے ۔ کہ لوگوں کے دو گروہ ہو گئے ۔ ایک گروہ مصلح کے متبعین کا دوسرا منکرین کا ۔ ماننے والوں نے مان لیا ۔ لیکن منکروں نے ہمیشہ ان الٰہی مصلحین کو مفسد بنی کہا اور ان کے لائے ہوئے تریاق کو زہر سمجھا ۔ عجبوا ان جاءھم منذر منھم و قال الکٰفرون ھذا ساحر کذاب (ص) اور و لقد ارسلنا موسیٰ باٰیٰتنا و سلطان مبین الیٰ فرعون و ھامان و قارون فقالوا سٰحر کذاب (مومن) منکرین کی بھی عجیب حالت ہوتی ہے کہ وقت پر تو مامور من اللہ کا نہایت سختی کے ساتھ انکار کرتے ہیں ۔ لیکن بعد میں آسمان پر چڑھاتے ۔ خدا بناتے ۔ ورنہ یہ تو ضرور ہی کہدیا کرتے ہیں ۔ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا (سورہ مومن) کہ اب کوئی رسول نہیں آسکتا ۔ اسی طرح وہ چیز جس کو لوگ امن و امان اور اتفاق و اتحاد سمجھتے ہیں ۔ در حقیقت وہی فساد اور بے امنی و نااتفاقی ہے اور جس کو زمانہ مفسد کہتا ہے در حقیقت وہی امن و امان کا سرچشمہ ہے ۔

پس جب دنیا بگڑ چکی تھی ۔ خدا نے اپنی قدیم سنت کے مطابق اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مرزا غلام احمد کو اُمت محمدیہ میں سے اپنا مسیح بنا کر بھیجا ۔ آپ کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا ۔ جو پہلے مصلحین سے ہوتا آیا ہے ۔ آپ کی آمد ایسے وقت میں تھی ۔ کہ دنیا کو مصلح کی ضرورت نہ ہو ۔ بلکہ زمانہ پکار رہا تھا کہ مصلح کی ضرورت ہے ۔ ؎

بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند ایں ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

اور قوم کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر دردمندان قوم خون کے آنسو روتے ہوئے یہ اعلان کر رہے تھے کہ :-

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
تو مبعوث ہم میں بھی ہوتا پیمبر (حالی)

کہ زمانہ بگڑ چکا تمام تباہیاں اور ہلاکتیں جمع ہو گئیں اور تمام فتنے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ۔ اور تمام برائیاں اور بدکاریاں اکٹھی ہو گئیں ۔ ان حالات میں ایک نبی ضرور آنا چاہیئے تھا ۔ مگر نبی تو آتا اگر نبوت عرب پر ختم نہ ہو چکی ہوتی ۔ گویا وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہماری حالت ایک نبی کی تربیت کی محتاج ہے ۔ مگر وہ نبی کی آمد کو ناممکن خیال کرتے تھے ۔ اس لئے نہیں کہ نبی کی ضرورت نہیں ۔ بلکہ محض اس لئے کہ ان کا خیال تھا کہ عرب پر نبوت ختم ہو چکی ۔ مگر وہ خدا جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کو نبی گر نہیں بنایا تھا۔ ایسے پُرفتن زمانہ میں اُمت محمدیہ کو کب چھوڑ سکتا تھا۔ اس نے اُمت محمدیہ میں ایک مصلح و مامور اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا "اُمتی نبی" مبعوث فرمایا مگر ہائے افسوس! جن کی اصلاح کے لئے آیا۔ انہوں نے کہا ہمیں تو اس کی ضرورت نہ تھی۔ اس کا آنا محض بے سود ہے حالانکہ کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ (بقرہ) آنیوالے سے کیا کیا توقعات وابستہ تھیں۔ لیکن جب وہ آیا۔ تو جو قوم اس کی آمد کی منتظر تھی۔ اسی نے اس کا انکار کر دیا۔ ے

یاد وہ دن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکان دین
مہدی موعود حق اب جلد ہو گا آشکار
کون تھا جس کی تمنا یہ نہ تھی اک جوش سے
کون تھا جس کو نہ تھا اس آنیوالے سے پیار
پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اوّل ہو گئے منکر یہی دیں کے منار

حضرت مرزا صاحب کے آنے پر کیا کہا گیا

دنیا میں یہ قدیم سے قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ لوگ برباد ہو رہے ہوتے ہیں۔ مگر جب جل اللہ ان کو بہم کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو اس کی ضرورت کا انکار کر دیتے۔ اور اپنی بیماریوں کو جو نبی کے آنے کے ساتھ پوری طور پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ یا تو ان بیماریوں کو شفا بتلاتے ہیں یا ان کا باعث اسی نبی و مصلح کو ٹھہراتے ہیں۔ اور علی الاعلان کہدیتے ہیں۔ کہ انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم (یٰس)

یہی حال مسلمانوں کا ہوا۔ وہ مٹ رہے تھے۔ تباہ و برباد ہو رہے تھے۔ کونسا عیب تھا۔ جس میں قوم مبتلا نہ تھی۔ وہ کونسی ہلاکت تھی۔ جس کی یہ قوم آماجگاہ نہ تھی۔ برخلاف ازیں کونسی خوبی تھی۔ جس سے یہ قوم محروم نہ تھی۔ لیکن جب خدا نے اس بدقسمت قوم کی دستگیری کے سامان کئے۔ تو لوگوں نے وہی کہا۔ جو پہلے کہتے چلے آئے ہیں کہ یہی مفسد ہے یہی شیرازہ قوم کو پراگندہ کرنیوالا ہے۔ لوگ "مرزا غلام احمد" کو قوم میں افتراق و انشقاق کا موجب کہتے ہیں۔ مگر وہ لوگ فرعونی سرداروں کے اس اعتراض کے متعلق کیا کہیں گے۔ " قال الملاء من قوم فرعون اتذر موسیٰ و قومہ لیفسدوا فی الارض ویذرک والھتک" (الاعراف) اگر موسیٰ (نعوذ باللہ) فسادی تھے۔ تو بیشک لوگوں کو حق ہے۔ کہ مرزا غلام احمدؑ کو بھی فسادی کہیں۔ لیکن اگر موسیٰ علیہ السلام فسادی نہ تھے تو کیوں اس زمانہ کے مصلح کو الزام دینے کی بجائے اپنی حالتوں پر غور نہیں کیا جاتا۔ لوگ کیوں اس حقیقت کو فراموش کر دیتے۔ کہ صلح کرانے کے لئے بھی ایک شدید جنگ لڑنا پڑتی ہے۔ جب یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔ تو کیوں مصلح کو مفسد کہا جاتا ہے۔

جب مرزا صاحب نے وہی کیا جو پہلے انبیاء نے کیا

کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب کی تحریک بھائی کو بھائی سے جدا کرنے کا باعث ہوئی۔ جس نے جسم اسلام میں ناسور ڈالدئے۔ اس کے متعلق بھی ہم یہی کہتے ہیں کہ اسلام کا وجود کہاں تھا کہ اس میں ناسور ڈالدئے گئے۔ جسم اسلام کے تو پہلے ہی پرزے پُرزے ہو چکے تھے۔ اور اسی لئے دانا اور سمجھدار لوگ ایک نبی کی بعثت کے خواہاں تھے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو یہی تحریک تھی۔ جس نے ان ذروں کو جمع کیا۔ ان ٹکڑوں کو فراہم کیا۔ ان پرزوں کو جوڑا۔ جو منتشر اور پریشان ہو رہے تھے۔ اور جسم اسلام کے گھاؤ مندمل کئے۔ رہا بھائی کو بھائی سے جدا کرنا۔ اگر اس کے یہ معنے ہیں کہ مرزا صاحب نے کہا کہ بھائی بھائی نہ ملے۔ بلکہ ایک دوسرے سے بَیر رکھے۔ تو یہ غلط ہے اور اگر اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ان کو ملنے والوں کو ان کے رشتہ داروں نے چھوڑ دیا۔ اور ان کے ماننے والوں نے ہر ایک اس فعل کو چھوڑ دیا۔ جو اسلام کے لئے مضر تھا۔ تو یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ مسیح ناصری نے تو کہہ بھی دیا تھا۔ کہ میں بھائی کو بھائی سے جدا کرنے آیا ہوں۔ اگرچہ دوسرے نبیوں نے یہ کہا تو نہیں۔ مگر ان کے وقت میں ہوا ایسا ہی۔ کہ ماننے والے نہ ماننے والوں سے اور نہ ماننے والے ملنے والوں سے جُدا ہو گئے۔ ہم دُور کی مثالوں کو چھوڑ کر صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کی دو تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔ جنگ بدر کا یہ روشن واقعہ کیا فراموش کر دیا جائیگا کہ ایک موقعہ پر صدیق اکبرؓ اپنے بیٹے عبدالرحمن کی زد پر آگئے تھے۔ مگر انھوں نے باپ سمجھکر چھوڑ دیا۔ اور پھر یہ واقعہ عبدالرحمن نے اپنے اسلام قبول کرنے کے بعد خود صدیق اکبر سے عرض کیا۔ جانتے ہو۔ صدیق اکبر نے کیا جواب دیا؟ کہ میں تمہیں دیکھ پاتا اور تم میری زد میں ہوتے۔ تو یقیناً میں تمہیں قتل کر دیتا۔ کیا یہ بھائی سے بھائی کے علیحدہ ہونے سے بڑھ کر بات نہیں۔ پھر کیا عبداللہ ابن ابی کے بیٹے نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے قتل کی اجازت نہ چاہی تھی؟ کیا ایک موقعہ پر ایک صحابی نے جناب رسالتمآب کی خدمت میں یہ عرض نہیں کیا تھا۔ کہ رشتہ دار رشتہ دار کو قتل کرے۔ جب یہ تمام واقعات سچ ہیں تو پھر مرزا غلام احمدؑ کو کس لئے الزام دیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے بھائی کو بھائی سے علیحدہ کر دیا۔ جبکہ ہمیشہ سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے کہ جب کوئی مصلح آیا تو اس کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اگر تمام انبیاء ماسبق کا یہ فعل قابل ملامت نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ تو "مرزا غلام احمدؑ" کو الزام دینے والے انصاف کریں کہ اس مقدس ذات پر الزام کس لئے۔ پس جس طرح حضرت موسیٰ کے وقت میں موسیٰ کی آواز اسلام کی آواز تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کے وقت میں عیسیٰ کی۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز اسلام کا صور تھا۔ اسی طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے۔

ہمارا بائیکاٹ

باقی رہا یہ کہ ہمیں بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔ محض اس لئے کہ ہم مسئلہ خلافت میں دوسروں سے متفق نہیں۔ لیکن انصاف شرط ہے۔ کہ اس بنا پر کس کس کو بائیکاٹ کیا جائیگا۔ کیا شیعوں کے خلاف بھی یہی تشدد اختیار کیا جائے گا۔ جو کہ سلطان ترکی کی خلافت کے ہی منکر نہیں۔ بلکہ حضرت علیؓ کے سوا تینوں خلفاء راشدین کی خلافت راشدہ منصوصہ کے منکر ہیں۔ کیا شیعہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے قائل ہیں۔ کیا سیدنا عمر فاروق کی خلافت کو مانتے ہیں۔ کیا عثمان غنی رضہ کی خلافت کو سچا سمجھتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیا سب سے پہلے ان کو بائیکاٹ کیا جائے گا۔ پھر کیا فرقہ اہل حدیث کو بائیکاٹ کیا جائیگا کیونکہ وہ بھی ترکی خلافت کے اپنے مذہب کی رُو سے

قائل نہیں ہو سکتے۔ پھر حنفیوں کا مذہب ہے۔ جس میں تقلید شخصی واجب اور ضروری ہے۔ اور بالخصوص امام ابو حنیفہ کی تقلید سے باہر ہونا گویا کفر ہے۔ یہ ترکی خلافت سے بھی سخت مسئلہ ہے۔ کیونکہ ترکوں کا ایک سلطان مر گیا تو دوسرا ہو گیا۔ یا ایک معزول کر دیا۔ دوسرا اس کا جانشین ہو گیا۔ مگر امام ابو حنیفہ کے بعد کوئی مستحق امامت نہیں۔ لیکن اہل حدیث اس کو شرک فی الرسالۃ اور بدعت اور ضلالت جس کا نتیجہ نار ہے۔ قرار دیتے ہیں۔ اس لئے اگر احمدی ترکوں کی خلافت کے منکر ہو کر بائیکاٹ کئے جانے کے مستحق ہیں۔ تو حنفی بھی بائیکاٹ ہونے چاہئیں اہل حدیث سے بھی قطع تعلقات ہوں۔ اور شیعہ سے بھی بالکل علیحدگی اختیار کی جائے۔ مگر جب اس قدر اختلاف اور ایسے سخت اختلاف کے باوجود ان سے بائیکاٹ نہیں۔ تو احمدیوں سے کیوں ہے؟

لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ سب بہانے ہیں۔ مخالفین کریں جو کچھ کر سکتے ہیں۔ ان اللہ معنا۔ ہمیں ان کی تمام سختیاں انشاء اللہ ایک قدم بھی صداقت سے پیچھے نہیں ہٹا سکتیں۔ اگر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کا بائیکاٹ کیا جانا ان کے دشمنوں کی کامیابی کا باعث ہوا تھا۔ تو ہمیں بائیکاٹ کرنا بھی ان کے لئے موجب فلاح ہو گا۔ لیکن اگر وہاں بائیکاٹ کرنیوالوں کے لئے حرمان نصیبی تھی۔ تو انشاء اللہ یہاں بھی ہو گی + العاقبۃ للمتقین +

ہم جانتے ہیں کہ صداقت کو قبول کرنا کانٹوں پر چلنا اور انگاروں پر لوٹنا ہے۔ وہ مرد خدا جس کی دعوۃ کو ہم نے خدا کے فضل و تائید سے قبول کیا ہے۔ وہ پہلے ہی سنا چکا ہے کہ :-

"اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پر خار وادیہ درپیش ہیں۔ جنکو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں۔ وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں × × × × جو جدا ہونیوالے ہیں۔ ان کو وداع کا سلام" (انوار الاسلام)

پس جس دن ہم احمدی ہوئے۔ چونکہ اسی دن یہ معلوم کر لیا تھا۔ کہ ہم آٹے کی طرح پیسے جائینگے۔ ابتلاؤں کی بھٹیوں میں ڈالکر پگلائے جائینگے۔ اور سختیوں و مصیبتوں اور فلاکتوں کے نیچے کچلے اور مسلے جائینگے۔ اس لئے ہمکو مخالف کریں جو وہ کرتے ہیں۔ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہاں وہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ جو ہمیشہ سے ہم جیسے کمزور بندوں کی مدد کرتا رہا ہے۔ پس ہماری یہی دعا ہے کہ خدا ہمیں ان مصائب کے برداشت کرنے کی طاقت دے۔ کیونکہ اگر ہم برداشت کر لیں گے۔ تو ہم کندن ہو جائینگے۔

مشکلات کے مقابلہ میں ہماری حالت

مخالفین اپنی مخالفانہ کوششوں پر خوش نہوں۔ اپنی طاقت پر گھمنڈ نہ کریں۔ اپنے جتھے پر نہ اترائیں۔ کیونکہ ان حزب اللہ ھم الغالبون اور سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ مشکلات کے پہاڑ آئینگے۔ مگر خدا کے فضل سے ریزہ ریزہ ہو جائینگے تکالیف کے سیاہ بادل امن و امان کے چمکتے ہوئے دنوں کو کالی راتیں بنا دینگے۔ مگر پھٹ جائینگے۔ کیونکہ ہم رب الفلق کی آواز کو سننے والے اور اس کی پکار پر اس کے بندے کے گرد جمع ہونیوالے ہیں۔

یہ جو کچھ ہو رہا ہے یا آئندہ ہمارے خلاف ہو گا وہ ہماری ترقی کا پیش خیمہ ہے۔ خدا کی طرف بلانے والے ہرگز مٹائے نہیں جاتے۔ کیونکہ وہ غالب ہوتے ہیں۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین۔ انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون (صافات) وہ لوگ جو اعتصام بحبل اللہ کرتے۔ اور خدا کے ماموروں سے وابستہ ہیں۔ ان کو کوئی دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (المومن) چونکہ ہم خدا کے ان وعدوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اس لئے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور دنیا بھی ہمارے ساتھ دیکھیگی۔ کہ کون مٹتا ہے اور کون مٹاتا ہے۔

اسوقت ہمارے سامنے قرآن کریم بھی ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود کی کتب بھی۔ اگر ایک طرف قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ خدا کے نبی و رسول اور ان کے اتباع ہلاک نہیں ہوتے۔ تو اسی طرح وہ مرسل من اللہ جو ہم میں آیا کہتا ہے کہ :-

"اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ ہے۔ اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں۔ تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں۔ اور ایک ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں۔ اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی میں آخر فتحیاب ہونگا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں۔ اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا۔ جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کریگا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھولکر سنو۔ کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے۔ جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا۔ اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑیگا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دیگا۔ کبھی نہیں ضائع کریگا دشمن ذلیل ہونگے۔ اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند نہیں توڑ سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس

سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کبھی ابتلاء سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلاء نہیں۔ کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دُکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔“

(انوار الاسلام)

پس ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ خدا اپنے ماموُر کو ہر میدان میں فتحمند کرے گا۔ اور دنیا کے کناروں تک اس کے نام کو عزت کے ساتھ شہرت دیگا ؛

احمدیوں کو خوشخبری

ہم احمدی جو آپ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مخالفین کی ان مخالفانہ کوششوں اور انتہائی ظلم آفرینیوں سے حیران و پریشان نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا کے وعدے کے ساتھ خدا کے برگزیدہ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور ان لفظوں میں ہمیں ترقی پانے سے قبل امتحانوں میں پڑنے کی خوشخبری اور تنبیہ سنائی ہے کہ:۔

”تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو۔ اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازے میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں۔ اور خدا سے خاص انعام پاویں۔ یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو۔ جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولیگا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلینگی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے۔ اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمایش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا۔ وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کریگا۔ اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر وقت تک صبر کرینگے۔ اور ان پر مصائب کے زلزلے آئینگے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلینگی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی۔ اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے۔ اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائینگے۔“ (الوصیت)

پس چونکہ ہم خدا اور اس کے رسول کے فرمودہ پر ایمان لائے اس لئے ہمارے مخالف ہمارے ساتھ جو کچھ کر رہے ہیں یا جو کچھ کرینگے۔ اس کو ہم وہی سمجھتے ہیں۔ جس کا ہمارے ساتھ وعدہ تھا۔ پس ہم ان مشکلات اور مصائب کو خطرے کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ہاں خدا سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے دعوی بیعت میں سچا ثابت کرے۔ اور اپنے فضل سے ہمارے قدموں کو صداقت پر مضبوط رکھے۔ یہ ایک آگ ہے جس کے پیچھے خدا کی رضا کا بہشت ہے۔ باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب (الحدید)

مگر آج تک یہ سمجھ نہ آیا۔ کہ لوگ ہمارے مخالف کیوں ہیں کیا اس لئے کہ ہم ایک خدا کے پرستار اور اس کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ اور دُنیا میں اسوقت قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ لوگوں سے منوانے کے لئے جان و مال قربان کرتے ہیں۔ جس وقت لوگ اپنے اپنے دھندوں اور اپنے اپنے خیالات کی پرستش میں محو ہیں ؎

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کردیم برسمت کج کلاہے

اچھا وہ لوگ اپنا کام کریں۔ ہم اپنے کام میں مصروف ہیں۔ مگر ان کی یہ تمام مخالفانہ کوششیں اور ناتوان احمدیوں پر ظلم و ستم انجام کار ان ہی کے لئے حسرت و حرمان کا موجب ہونگی۔ فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد (المؤمن)

ایک اسلامی حکم کی صداقت

زمانہ حال کی ایک تحقیقات سے

موجودہ زمانہ میں علوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ اسلام کے چھوٹے سے چھوٹے احکام کی صداقت اور ان کے پر حکمت ہونے کا ثبوت جس طرح مل رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر ہر ایک سمجھدار اور عقلمند انسان بے اختیار بول اٹھتا ہے کہ فی الواقعہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اور اس کے لانیوالے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول اور نبی تھے۔

اسوقت ہم اسلام کے جس پُر حکمت حکم کی صداقت کا ثبوت موجودہ زمانہ کے علم اور تحقیقات کے نتیجہ سے دینا چاہتے ہیں۔ وہ انسان کے منہ کی صفائی ہے۔ رسول کریم صلعم نے جس زور اور جتنی تاکید کے ساتھ منہ صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔ وہ ان احادیث سے ظاہر ہے۔ جنہیں مسواک کرنے کا ذکر ہے۔ یہاں ہم ایک دو حدیثیں پیش کرتے ہیں:۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ وَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ۔ کہ اگر میری اُمت پر یہ مشقت نہ ہوتی۔ تو میں ضرور عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے اور ہر ایک نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

پھر فرمایا:۔ اَلسِّوَاكُ مُطْهِرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ ۔ کہ مسواک صاف کرتی ہے منہ کو اور رضامندی ہے اللہ کے لئے۔ پھر فرمایا:۔ لَقَدْ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِی السِّوَاكِ ۔ میں نے بہت دفعہ کہا ہے تمہیں مسواک کے بارے میں۔ پھر فرمایا۔ تفضل الصلوۃ التی یستاك لها علی الصلوۃ التی لا یستاك لها سبعين ضعفا۔ فضیلت ہے۔ اس نماز کی۔ جس کہ مسواک کی جائے۔ اس نماز پر جس میں مسواک نہ کی جائے۔ ستر درجے۔

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنا طرز عمل اسکے متعلق یہ تھا۔ قالت عائشہ رضی اللہ عنہا

كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يرقد من ليل ولا نهار فيستيقظ الا يتسوك قبل ان يتوضأ - عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نہیں بیدار ہوتے تھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم رات کو یا دن کو مگر مسواک کرتے تھے قبل اس کے کہ وضو کرتے

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا منہ اور دانتوں کی صفائی کے متعلق اپنا کیا طریق تھا - اور اپنے پیروؤں کے لئے اسے کتنا ضروری اور اہم قرار دیتے تھے .. حال میں ایک ڈاکٹر جے بی ہویر نے گٹھیہ کی مرض کے اسباب کی تحقیقات کرنے کے بعد ایک قسم کے کیڑوں کو اس کا باعث قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"ہم میں سے ۹۰ فیصدی اشخاص کے جرمز (کیڑوں) کو پناہ دینے والے خراب دانت اور جبڑے ہوتے ہیں - اگر ہم میں سے ۹۰ فیصدی اپنے دہن دانتوں مسوڑوں اور گلے کو مناسب طور پر صاف رکھتے تو ہماری گٹھیہ کی بیماری ۹۰ فیصدی دور ہو جاتی اس کے ساتھ ہی گانٹھوں والے بدنما اور چر چر کرنیوالے جوڑوں کی تکلیف سے بنی نوع انسان آزاد ہو جاتے اور لنگڑے آدمی اور ہمیشہ کمر میں درد کی شکایت کرنیوالے - لاٹھیوں کے سہارے چلنے والے پرانے گٹھیہ کے مریض ہمیں نظر نہ آتے"

پھر ڈاکٹر موصوف لکھتا ہے :-

"گٹھیہ کا بخار ایک متعدی مرض ہے - اور ایک جرم کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے - اکثر صورتوں میں یہ کیڑا گندہ دہن اور گلے میں سے جسم کے خون کے ذریعہ جوڑوں اور جسم کے دیگر حصوں میں جن پر گٹھیہ کا اثر ہو چکا ہوتا ہے - داخل ہو جاتا ہے"

ڈاکٹر موصوف اصل مرض گٹھیہ کے اسباب کی جستجو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

"اب چور پکڑ لیا گیا ہے - گٹھیہ کے بخار کا کیڑا ان اشخاص کے جو اس مرض میں مبتلا تھے یا مر گئے - دانتوں کے بیچ میں سے دانتوں کے گرد پیپ آلودہ سوراخوں میں سے - دل کے ڈھکنے اور دیگر انتڑیوں خراب اور زخمی گلے اور خون میں سے نکالا گیا ہے - جب حیوانوں میں اس کیڑہ کو پچکاری کے ذریعہ داخل کیا گیا - تو ان میں گٹھیے کے بخار کی تمام علامات پیدا ہو گئیں - خوردبین کے ذریعہ دیکھے جانے پر ان کیڑوں کا مجموعہ منکوں کی مالا کی مانند نظر آتا ہے - یہ کیڑا جسم میں داخل ہونے کے لئے جس جگہ کا سب سے زیادہ منتظر بیٹھا رہتا ہے وہ منہ ہے اگرچہ یہ ناک اور کان وغیرہ کے ذریعہ بھی داخل ہو سکتا ہے - سنہ ۱۹۱۰ء میں ڈاکٹر راس ہین اور بوائنٹین نے دیگر تجربات کنندوں کی پیروی کرتے ہوئے گٹھیہ کے بخار کے یکے بعد دیگرے ۸ مریضوں میں سے یہ کیڑا نکالا - اور اس مرض میں مبتلا انسانی اعضا کی چیر پھاڑ کر کے اس کی موجودگی ظاہر کی گئی"

یورپین ڈاکٹروں کی اس تحقیقات کو دیکھو - اور رسول عربی کے اس ارشاد پر غور کرو - جو آپ نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر دانتوں کی صفائی کے متعلق اس زمانہ میں دیا جبکہ موجودہ علوم اور تحقیقاتوں کا کوئی نام تک نہ جانتا تھا کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے - کہ اسلام کا ہر ایک چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی اپنے اندر بہت بڑی بڑی حکمتیں اور فوائد رکھتا ہے - کیا دنیا کا کوئی اور مذہب ہے جو اس رنگ میں بھی اسلام کا مقابلہ کر سکے - ہرگز نہیں ❊

موجودہ پر آلام زمانہ کا مصلح کون ہے؟

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا - کہ ہم دنیا کے فرزندوں کو اسوقت تک گرفتار عذاب نہیں کرتے - جب تک پہلے ان کو ان کی زشتی اعمال اور شرارتوں اور گمراہیوں سے آگاہ کرنے کے لئے رسول نہ بھیج دیں اور یہ ایسی تجربہ شدہ بات ہے کہ کوئی دانا اور عقلمند اس کا انکار نہیں کر سکتا - لیکن حیرت اور افسوس ہے کہ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو خدا کے مختلف عذابوں میں گرفتار پاتے ہوئے اس فرستادہ خدا کے تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی - جس کا موجودہ زمانہ کے عذابوں کے آنے سے پہلے آنا ضروری اور لازمی تھا

ذیل میں ہم اخبار کانگریس دہلی کے چند اقتباس درج کرتے ہیں - جنہیں صاف طور پر جہاں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ عذاب نازل کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ ضرور لوگوں کی طرف کسی مصلح کو بھیجتا ہے - جو انہیں آکر آگاہ کرتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے - وہاں یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ اسوقت ساری دنیا عموماً اور مسلمان خصوصاً رنج و عذاب میں مبتلا ہو چکے ہیں - چنانچہ لکھتا ہے -

"خداوند تعالےٰ کبھی ابتداء میں کسی غافل کو بیدار کرنے کے لئے عدو نہیں بھیجا کرتا - بلکہ جب اور جس ملک و قوم میں خدا کی طرف سے غفلت اعتدال سے بڑھ جاتی ہے - عیش پرستی اسقدر غالب آجاتی ہے کہ اخلاق کا نام بدنام ہونے لگتا ہے - اور ظلم و تعدی حد سے متجاوز ہو جاتے ہیں - تو ایک مصلح بھیجا جاتا ہے - جو خدا کی طرف رجوع ہونے اور اخلاق حسنہ کے پابند ہونے کی دعوت دیتا ہے - جب اس خدائی پیغامبر کی آواز پر کان نہیں دھرا جاتا تو رفتہ رفتہ قہر الٰہی کو جوش آتا ہے - یہانتک کہ جادۂ راستی سے تنفر کرنیوالی قوم صفحہ ہستی سے نابود ہو جاتی ہے - اگر مصلح حقیقی کی دعوت پر اہل ملک نے لبیک کہا تو اس کے لئے فلاح دارین کا وعدہ ایفا کیا جاتا ہے - یہ بھی ہوا ہے - کہ پیغمبر خدا کے بعد بھی اگر کوئی قوم عتاب الٰہی کی پہلی قسط کے بعد بھی بیدار ہو گئی - تو اس کے سنبھلنے کے لئے ید قدرت اپنا مقدس کام کرنے لگتا ہے -

تقریباً یہی حالت اسوقت مسلمانوں کی ہے گذشتہ مضامین میں ہم مسلمانوں کی غفلت شعاری کا خاکہ کھینچ چکے ہیں - اگر اب بھی مسلمانوں نے اپنی کمزوریوں کو نہیں سمجھا - تو دنیاوی منفعت کے نزدیک بھی یہ فنا کر دئے جانے کے مستحق ہیں -

مسلمانوں نے تقریباً اب سے دو سو برس پہلے سے شعار اسلام سے بالکل علیحدگی اختیار کر رکھی ہے یکے بعد دیگرے سلطنتیں ان کے ہاتھوں سے نکلتی گئیں - مگر ان کے کان پر جوں نہ رینگی - پیغمبر حقیقی کی احادیث اپنے اپنے مطلب کے لئے تاویل کر کے

گھڑ لی گئیں۔ بجائے لا الٰہ الا اللہ کی پرستش کے زر پرستی۔ حکومت پرستی۔ وجاہت پرستی یہانتک کہ لباس پرستی شروع ہو گئی۔ فرقہ بندیاں ہونے لگیں۔ جانشین رسول اللہ سے بھی پہلی سی عقیدت نہ رہی"

(کانگریس دہلی ۔ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء)

اسی طرح ۲۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو جالندھر میں جو پنجاب پراونشل کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں ایک مسلمان مقرر نے ایک تجویز کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"جب کسی قوم کی حالت خراب ہوتی ہے۔ تو اسکی اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی آدمی پیدا ہو جاتا ہے"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ اسوقت بڑی سختی سے ایک مصلح کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ کیونکہ زمانہ کی خرابی مصلح کے آنے کی متقاضی ہے۔ اور دنیا کا گرفتار عذاب ہونا صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ داعی الی اللہ اور مصلح آچکا ہے۔ مگر کیا ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ وہ مصلح کون ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا۔ ہائے افسوس ایسے وقت میں جبکہ لوگ اپنے مونہوں سے اس بات کا اقرار کر رہے ہیں۔ کہ کوئی مصلح ضرور آچکا ہے اس داعی الی اللہ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جس کو خدا نے ان کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اور جس کے سوا اور کسی نے اس پُر آشوب زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اس زمانہ کا مصلح اور مامور حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ خدا نے حسب ضرورت و موقعہ و محل آپ ہی کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرمایا ہے مبارک ہیں اُن کے لئے جو وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے خدا کے اس مصلح کو مانتے ہیں اور افسوس ہے اُن پر جو خرابیوں کو محسوس کرتے ہوئے پھر بھی داعی الی اللہ سے منہ موڑتے ہیں۔ سنو خدائی مصلح کی آواز

بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند این ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

صادقم در طرفہ سوئی بانشا نہا آمدم
صد در علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

آسماں بار د نشاں الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خطبۂ جمعہ

اِتّفاق و اتحاد کے متعلّق اسلامی تعلیم

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ ۔ ۳۰ ۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

آج میں وہ سلسلہ مضمون شروع کرتا ہوں جس کی تمہید میں پہلے بیان کر چکا ہوں ۔ اس تمہید میں میں نے بتایا تھا

علوم کب کھلتے ہیں

کہ جو لوگ صرف الفاظ بولتے ہیں مگر ان پر غور نہیں کرتے۔ وہ ان نہایت عظیم الشان فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جو ان میں مخفی ہوتے ہیں۔ یہ میری تمہید تھی۔ کہ الفاظ کے اندر جو بات ہوتی ہے۔ وہ صرف حروف تک ہی محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک اور چیز بھی ہوتی ہے۔ جو الفاظ کے پردے میں ہوتی ہے۔ اور اس کا اسی وقت علم ہوتا ہے جب اس پر غور کیا جائے۔ جب وہ پوشیدہ معنے معلوم ہوتے ہیں۔ اور پوشیدہ اثر محسوس ہوتا ہے۔ اسوقت انسان کو حقیقی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مگر جس وقت تک ان کی تشریح نہ کی جائے۔ عام طور پر لوگ معلوم نہیں کر سکتے۔ میں نے اس مسئلہ کی تشریح کے لئے تمثیل کے طور پر دنیاوی اور دینی اُمور کے متعلق بعض باتیں بیان کی تھیں۔ میں نے بتایا تھا کہ یورپ کی ترقی کا راز صرف مسئلہ ارتقاء پر ہے۔ جس کا منشاء یہ ہے۔ کہ دنیا کی ہر ایک چیز ترقی کی طرف جا رہی ہے خواہ وہ بظاہر گر ہی رہی ہو۔ لیکن درحقیقت اس کا قدم ترقی کی طرف ہی اُٹھ رہا ہوتا ہے۔ انسان دن بدن آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔ اور ہر قسم کے تغیرات بہتری کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اس مسئلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ میں نئے سے نئے علوم نکل آئے۔ اسی طرح مذہبی دنیا کا بھی ایک مختصر سا اصل ہے۔ اور وہ یہ کہ وسطی طریق کو اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ بات مختلف تمدنوں اور اخلاق کے لوگوں میں پائی جائیگی۔ مگر ان لوگوں نے اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ لیکن اسلام نے اس نکتہ کو لیا ہے۔ اور اس کو پھیلا کر اس کی تفصیل پر تمام باتوں کی بنیاد رکھی ہے۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ اسلام اس خدا کا مذہب ہے۔ جو تمام فطرتوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔ اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال دیتا ہے ٭

اتّفاق و اتحاد

مثلاً دیکھو یہی اتفاق و اتحاد کا مسئلہ ہے کوئی قوم نہیں جو کہتی ہو کہ اتفاق و اتحاد نہیں چاہیئے۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے جاؤ۔ تمہیں اتفاق و اتحاد کے حامی ملیں گے۔ بدھوں کو دیکھو۔ وہ بھی اتفاق کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ عیسائی بھی اتفاق و اتحاد کو اچھی چیز مانتے ہیں۔ غرض دنیا کی ہر ایک قسم کی آبادی میں اس کی ضرورت کو مانا جاتا ہے۔ سیاسی جماعتوں میں بھی۔ تجارت پیشہ گروہوں میں بھی۔ مذہبی لوگوں میں بھی اس کی ضرورت تسلیم کی جاتی ہے۔ لیکن باوجود اتنا زور دینے کے پھر بھی دنیا میں ایسی جگہ کم نظر آئے گی۔ جہاں اتفاق و اتحاد ہو۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ لوگوں نے اتفاق و اتحاد کی تشریح نہیں کی۔ اور نہیں خیال کیا کہ اتفاق و اتحاد ہے کیا چیز۔ اس کے ہونے کے کیا فوائد ہیں اور نہ ہونے کے کیا نقصانات۔ اور یہ حاصل کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اس کے ذرائع حصول کیا ہیں۔ پس دوسرے لوگوں کے نزدیک چونکہ یہ ایک غلط تعریف ہے۔ اس لئے اسکے نتائج بھی غلط نکلتے ہیں۔ جب تک صحیح تعریف اور صحیح ذرائع معلوم نہوں۔ اسوقت نتائج صحیح کیسے نکل سکتے ہیں۔ لیکن اسلام نے اس کی صحیح تعریف اور ذرائع بتائے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اس میں غلطی نہیں لگنی چاہیئے۔ دوسرے لوگ بوجہ غلطی میں مبتلا ہونے کے اس چیز سے محروم ہیں۔ تو اور بات ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اس سے محروم نہیں رہنا چاہیئے

ایمان کی بنیاد

اسلام نے اتفاق کی بنیاد ایمان پر رکھی ہے۔ اور ایمان کی علامت اتفاق ہے۔ غیروں کے لئے اتفاق محض ایک دنیاوی فائدہ کی چیز ہے۔ مگر مسلم کے لئے اس کے ایمان کی تکمیل کے لئے

ضروری چیز ہے۔ عیسائی مذہب کے لئے اتفاق کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ عیسائی اتفاق سے ایمانی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ ہاں دنیاوی فائدہ ان کے لئے اس سے ہوتا ہے اگر ایک عیسائی اتفاق نہ کرے۔ تو وہ یہ تو کہیگا۔ کہ اس سے میری دنیا تباہ ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے مذہب میں اس سے نقص کا کوئی احتمال نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر ہندوؤں میں اتفاق نہ ہو۔ تو وہ اس کو اپنے ایمان کے لئے کوئی نقصان دہ امر نہیں خیال کرینگے۔ بلکہ اتفاق کے نہ ہونے کے نتیجہ میں اپنی دنیا کے لئے ہی خرابی بتائینگے لیکن مسلمانوں کے لئے چونکہ قرآن کریم نے ایمان کی لازمی علامت اسے قرار دیا ہے۔ اسلئے اگر ان میں اتفاق نہ ہو گا تو اس سے ان کی دنیا بھی برباد اور دین و ایمان بھی ضایع ہو جائے گا۔ چونکہ اتحاد و اتفاق ایمان کی علامت ہے۔ جب علامت ہی نہیں۔ تو کچھ بھی نہیں۔ سورج کے چڑھنے کی علامت یہ ہے۔ کہ روشنی ہو۔ جب تک روشنی نہیں سورج بھی نہیں ہو گا۔ لیکن باوجود اس کے یہ اتنی اہم ہے ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔

اتفاق کیا ہے؟

اب ہم اس پر غور کریں۔ اور اس کے مالہٗ اور ما علیہ کو سوچیں اور دیکھیں کہ یہ ہے کیا چیز۔ اس کی تعریف کیا ہے؟ اس کے حصول کے کیا ذرائع ہیں۔ جب تک یہ باتیں معلوم نہ ہوں۔ اس پر ایمان کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ پس میں سب سے پہلے اس کی تشریح کو لیتا اور دکھاتا ہوں کہ اتفاق کیا ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے اگر ہمیں یہی معلوم نہ ہو کہ اتفاق ہے کیا چیز تو ممکن ہے۔ اس کی تعریف معلوم نہ ہونے سے پہلے ہم خیال کرلیں۔ کہ ہم میں اتفاق ہے۔ درآنحالیکہ نہ ہو یا درحقیقت ہو۔ مگر تعریف نہ معلوم ہونے سے ہم کہیں کہ اتفاق نہیں ہے۔ جیسا کہ سویا ہوا بچہ جب رونے لگے۔ اور اس کو غیر عورت بھی تھپک دے۔ تو وہ خاموش ہو کر پھر سو جاتا ہے۔ اور خیال کر لیتا ہے۔ کہ میری ماں میرے پاس ہی ہے۔ پس اسی طرح تشریح معلوم نہ ہونے کے باعث ممکن ہے۔ کہ ہم غلطی میں پڑ جائیں۔ یا کسی غیر مکمل بات پر خوش ہو جائیں۔ پس سب سے پہلے اس بات کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ کہ اتفاق و اتحاد ہے کیا چیز۔

اتحاد و اتفاق کیلئے قرآن کے الفاظ

اس کے لئے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے اس مطلب کے لئے کونسے الفاظ رکھے ہیں۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ اتفاق و اتحاد کے الفاظ جن معنوں اور مطلب کے لئے ہمارے ہاں استعمال ہوتے ہیں۔ اس مطلب کے لئے قرآن کریم میں اجتماع اور اعتصام بحبل اللہ کے الفاظ مستعمل ہیں۔

عام طور پر ہماری زبان میں اتفاق کا لفظ ملکر رہنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اختلاف۔ افتراق۔ تفرقہ۔ شقاق وغیرہ الفاظ ہیں۔ اور قرآن کریم میں جمع ہونے اور ملنے کے لئے اجتماع اور اعتصام بحبل اللہ ہیں۔ مگر اتحاد و اتفاق کے جو اصلی معنی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ ایک ہو جانا۔ ایک چیز کا دوسری کے بالکل مطابق ہو جانا۔ وفق۔ کہتے ہیں ایک چیز کا دوسری کے ساتھ ایسا مل جانا کہ ایک ہی نظر آئے۔ اس لئے آدمیوں کا اتفاق یہ ہو گا۔ کہ مل جائے۔ ایک کی رائے دوسرے سے مل جائے۔ اور نہ صرف رائے بلکہ نیتیں مل جائیں۔ فوائد مل جائیں۔ یہ اتفاق ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ دو چیزوں کا ایک بننا ناممکن ہے اتفاق کا مطلب یوں سمجھو۔ کہ جیسے پانی میں کھانڈ ملا دی جائے۔ کہ ان دونوں چیزوں کو ہم علیحدہ نہیں کر سکتے مگر اس طرح کی بات انسانوں میں پیدا ہونا ناممکن ہے۔

لیکن اس کے مقابلہ میں قرآن کریم نے جو الفاظ رکھے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ بہت سی روحوں کا ایک مرکز پر جمع ہو جانا۔ جیسا کہ اجتماع اور اعتصام بحبل اللہ کے معنی ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں شقاق مرکز سے دور ہو جانا۔ اختلاف اور تفرقہ کے بھی یہی معنے ہیں کہ فاصلہ پڑ جانا۔ غرض اس مطلب کے لئے بہترین الفاظ وہی ہیں جو قرآن کریم نے استعمال فرمائے ہیں۔

اجتماع و اعتصام بحبل اللہ میں فرق

قرآن نے لفظ اجتماع غیروں کے لئے استعمال کیا ہے۔ کہ جو انبیاءؑ اور ان کی جماعتوں کے مقابلہ میں حق کی مخالفت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور اعتصام بحبل اللہ نیک کاموں کے لئے جمع ہونے کے متعلق فرمایا ہے۔ اجتماع کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ قل لئن اجتمعت الجن والانس الآیۃ اس آیت میں دین کے خلاف کوشش کرنے والوں کے لئے اجتماع کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور دوسری جگہ نیک کاموں کے لئے جمع ہونیوالوں کے متعلق فرمایا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ہے۔ اتفاق و اتحاد اپنے اصلی اور وسیع معنوں میں دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ اور یہ حالت کسی جماعت میں پائی جانی ناممکن ہے۔ اگرچہ یہ لفظ عربی زبان میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مگر مجاز و استعارہ کے طور پر۔ اور قرآن کریم نے جو لفظ بیان فرمائے ہیں۔ ان میں جیسی خوبی ہے۔ وہ دوسرے الفاظ میں نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں بتا دیا گیا ہے۔ کہ انسان کس حد تک جمع ہو سکتے ہیں بلکہ ان الفاظ میں یہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ کہ لوگوں کے جمع ہونے کی کیا غرض اور کیا غایت ہے۔ مثلاً اعتصام بحبل اللہ کے الفاظ جو نیکی کے لئے مستعمل ہیں اپنے اندر تمام باتیں رکھتے ہیں۔

ہر چیز میں اختلاف ہے

اتحاد و اتفاق کیا ہے۔ لوگوں کا ہم شکل۔ ہم آواز ہو جانا۔ ان کے اخلاق۔ علوم۔ لباس۔ عادات۔ امنگیں۔ عزم۔ چلنا۔ بیٹھنا۔ غرض کہ ہر بات کا ایک ہو جانا۔ لیکن تمام دُنیا یا ایک قوم یا ایک ملک کے لوگوں کا ایسا ہونا تو ایک طرف رہا۔ دو شخص بھی اس قسم کے نہیں مل سکتے خواہ دو شخصوں میں کتنی ہی یگانگت ہو۔ پھر بھی ان دونوں میں بہت سی باتوں میں اختلاف ہو گا۔ ایک قد اور ایک عادت۔ ایک رسم کے پابند۔ اور ایک لباس۔ ایک زبان ہونا بالکل ناممکن ہے۔ مذہب میں بھی یہ بات نہیں ہو سکتی۔ اجمالی طور پر تو ہو سکتا ہے مگر مفصلاً نہیں ہو سکتا۔ اور روحانیات میں بھی ایک دوسرے میں اختلاف ہوتا ہے۔ ہم صحابہ میں دیکھتے ہیں کہ باوجود بدرجہ انتہا متحد ہونے کے ایسا اختلاف ان میں بھی تھا۔ پھر خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز میں بھی اختلاف موجود ہے۔ مثلاً انسان کا انگوٹھا ہے۔ کتنی چھوٹی سی چیز ہے۔ مگر کسی انسان کے انگوٹھے کے نشان دوسرے شخص کے نشان سے ہرگز نہیں ملتے

اور خواہ کوئی شخص کتنے ہی فریب کرے اپنے انگوٹھے کے نشان کو نہیں بدل سکتا۔ پس جب ساری دنیا میں اختلاف ہے۔ اور خدا کی ساری مخلوق میں اختلاف ہے اور کوئی ایک چیز دوسری سے ایسی نہیں ملتی کہ ان میں کچھ بھی فرق نہ رہے۔ تو پھر جس قسم کا لوگ اتفاق چاہتے ہیں وہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اور ساری دنیا ایک رنگ میں کیسے رنگی جاسکتی ہے۔ پھر جبکہ اسی اختلاف کیوجہ سے دنیا علوم وفنون میں ترقی کر رہی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جو مختلف قابلیت کے لوگوں کی قابلیتوں کا اظہار کرتی ہے۔

اسی نے محمد صلعم کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم بنایا۔ اور اسی نے ابوجہل کو ابوجہل بنایا۔ پس اختلاف تو ترقیات کا زینہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جس قسم کا لوگ اتفاق بتاتے ہیں۔ ایسا نہ ہوسکتا ہے اور نہ کوئی مفید چیز ہے بلکہ اصل اتفاق کیا ہے۔ یہ کہ ایک مرکز پر جمع ہوجانا اور کچھ اصول ہیں جن کو مان لینا۔ اسی کو متفق ہونا کہتے ہیں پس اس تمام گفتگو سے یہ ثابت ہوا۔ کہ ہر ایک بات میں اور ہر ایک رنگ میں ایک ہوجانا ناممکن ہے۔ لیکن ایک خاص مرکز پر کسی خاص مقصد کے لئے جمع ہو جانا ممکن ہے۔ اور اسی جمع ہونے کو اتفاق یا بالفاظ دیگر اعتصام بحبل اللہ کہتے ہیں۔ اور یہ ایک اتفاق کی صورت ہے۔ پس آج میں نے یہ بتایا ہے کہ اسلام کے نزدیک کسی مقصد کے لئے لوگوں کا جمع ہوجانا اتفاق ہے۔ اور وہ مقصد خدا اور خدا کی حبل سے تعلق ہے۔

آج میں باقی مضمون کو چھوڑتا ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ بتاؤنگا اور اس کی تشریح کرونگا۔ کہ اس کے حصول کے ذرائع اور اتفاق کی عملی صورتیں کیا ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم ان باتوں کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں ؞

مسجد احمدیہ لندن کا چندہ

ناظر صاحب بیت المال کی اطلاع مظہر ہے کہ ہفتہ ۱۴ تا ۲۰ مئی میں ۷-۰-۶۸۰ وصول ہوئے اور کل رقم جمع شدہ ۶-۰-۶۲۴۶۳-۷ ہے جن احباب نے وعدے کئے ہیں وہ بہت جلد ایفا کریں۔ تاکہ مطلوبہ رقم پوری ہوسکے ؞

چھ نشانات قابل توجہ و التفات

عن عوف بن مالك قال اتيت النبيّ صلّے الله عليه وسلم فی غزوة تبوك وهو فی قبة من ادم فقال اعدد ستا بين يدی الساعة موتی ثم فتح بيت المقدس ثم موتان يأخذ فيكم كقعاص الغنم ثم استفاضة المال حتی يعطی الرجل مائة دينار فيظل ساخطا ثم فتنة لا يبقی بيت من العرب الا دخلته ثم هدنة تكون بينكم وبين بنی الاصفر فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين غاية تحت كل غاية اثنا عشر الفا۔ (بخاری)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف بن مالک کو فرمایا کہ قیامت سے پہلے چھ باتوں کو گن لے۔ پہلی بات موتی۔ میری موت۔ یعنی آخری زمانہ میں مسلمانوں کی اعتقادی وعملی خرابیوں کیوجہ سے اسلام پر ہر طرف سے موت وارد ہوگی۔ غلبہ صلیب کے زمانہ میں مسلمان اپنی غلطی سے سید الانبیاء صلعم کو تو خاک میں مدفون مگر مسیحؑ کو بجسد عنصری آسمان پر مرفوع قرار دینگے۔ دوسری بات بیت المقدس کا فتح ہونا۔ تیسری بات موتان۔ وبا (طاعون) جس سے لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح ہلاک ہونگے چوتھی بات۔ استفاضة المال۔ کثرت مال۔ یہانتک کہ جس شخص کو سو دینار ملے گا وہ بھی ناراض رہیگا۔ ساخطا میں اشارہ ہے۔ کہ اس زمانہ کے لوگ اس مال کی قدر نہ کرینگے۔ یا بہ سبب گرانی کہ سو دینار سے بھی آدمی کا گزارہ مشکل ہوگا۔ پانچویں بات فتنہ (یورپ کی لڑائی)۔ جس کا اثر ہر گھر میں پہنچیگا۔ چھٹی بات۔ ہدنہ۔ صلح (جنگ یورپ کی) جو اسلامی سلطنت کے ساتھ عیسائی سلطنتوں کی ہوگی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام "بعد ۱۱۔ انشاء اللہ" میں اس صلح کی تاریخ بھی بتائی گئی۔ چنانچہ گیارھویں مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہ بجے دن کے اس صلح کی بنیاد رکھی گئی۔ تو کچھ دن ہوئے۔ اس ہدنہ کے متعلق اخبار میں پڑھا۔ کہ پارلیمنٹ میں اس امر پر زبردست گفتگو ہوئی۔ کہ قسطنطنیہ ترکوں کے پاس رہنا چاہیئے یا نہیں؟ وزیر اعظم نے اپنے وعدوں کا مطلب بیان کیا۔ اور اب کچھ دنوں سے قسطنطنیہ پر اتحادیوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور شرائط صلح کے رو سے بھی ایک طرح انہیں کے قبضہ میں ہوگا جس سے فیأتونکم تحت ثمانین کا نشان بھی پورا ہوگیا۔ کہ اخیر زمانہ میں قسطنطنیہ نصاریٰ کے قبضہ میں آئیگا۔ حجج الکرامہ میں ہے "درآں وقت مسلماناں در تجسس شوند کہ حضرت مہدی را تلاش باید کرد تا دفع ایں بلا از دست ایشاں میسر شود۔" چونکہ پیشگوئی کے مطابق قسطنطنیہ عیسائی بادشاہوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اب خونی مہدی کا خیال چھوڑ دیں اور اس مہدی کو تلاش کریں جو صلح اور امن کی تعلیم لے کر آیا۔ کیونکہ مسلمان خود مانتے ہیں کہ قسطنطنیہ پر نصاریٰ کا قبضہ ہونا ایک ایسا نشان ہے کہ اس کے بعد اسلام کو اپنے دشمنوں پر ہتھیاروں سے نہیں بلکہ محض مہدی معہود کی دعاؤں سے فتح نصیب ہوگی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شہر جو سمندر کے کنارہ پر ہے بغیر تیر و تفنگ کے صرف لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر کہنے سے فتح ہوگا۔ (فلم يقاتلوا بسلاح ولم يرموا بسهم قالوا لا اله الا الله والله اكبر) اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ آخر کو فتح کلمے کی برکت سے ہوگی۔ لا الٰہ الا اللہ بتاتا ہے کہ یہ شہر شرک اور کفر کا مرکز ہوگا۔ پس ہمارے مسلمان بھائیوں کو بجائے اس کے کہ اسلام کو تلوار کا محتاج سمجھ کر دوسری قوموں کے ساتھ بازاروں میں شور و غل کریں۔ یہی بہتر ہے۔ کہ وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی تعمیل کریں جسکی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس ہی مہدی کی فوج میں بھرتی ہوکر جس کا یہ حکم ہے۔ ؎

"اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال۔ دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال"
"یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا۔ وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا"

احمدیہ مسجد لندن میں لا الٰہ الا اللہ کے نعرے لگائیں۔ اب تیسری تکبیر کا زمانہ ہے۔ (ثم يقولون الثالثة لا اله الا الله والله اكبر فيفرج لهم فيدخلونها۔) خدا کے فضل سے ہم اس شہر میں داخل ہوگئے ہیں۔ اے اسلام کی محبت اور خیر خواہی کا دعویٰ کرنیوالو اگر تم کو قسطنطنیہ کے جانیکا غم ہے تو آؤ ہمارے ساتھ اس شہر کی فتح میں شریک ہوجاؤ۔ وما علينا الا البلاغ ؞

یورپ میں ایک نئی اور مفید انجمن

بخیال ان دشواریوں کے جو ہندوستان میں طلباء کو سکاٹلینڈ کی یونیورسٹیوں کے متعلق نصاب تعلیم سے صحیح حالات معلوم نہ ہونے کے باعث پیدا ہوتی ہیں - نیز دوسری برطانیہ اور یورپ کی یونیورسٹیوں کی عدم واقفیت حالات کی وجہ سے جو دقت ہوتی ہے - سکاٹلینڈ کے دارالخلافہ اڈنبرگ کے ہندوستانی طلباء نے ایک مفید انجمن بنائی ہے - جس کا پتہ یہ ہے :- ۱۱ رجارج سکویر - ایڈنبرگ انڈین ایسوسی ایشن - انڈنبرگ -

Edinburgh Indian Associa-
tion. No. 11 Square. Edinburgh

یہ انجمن اُن ہندوستانی طالب علموں کو جو سکاٹلینڈ یا دیگر یورپین ممالک کو تعلیم کے لئے جانا چاہیں - ہر قسم کے ضروری حالات سے آگاہ کرتی رہتی ہے - انجمن کا مقصد ایسا کرنے سے صرف نصاب تعلیم کے پورے حالات بتلانا نہیں ہے - اور نہ ہی صرف آب و ہوا کی کیفیت اور ضروریات زندگی اور مصارف سالانہ کی مقدار ظاہر کرنا ہے - بلکہ ہر شخص کو وہ اس بارے میں مشورہ دیتی ہے - کہ کس یونیورسٹی میں اس کو جانا چاہیئے - کیونکہ حال میں ہندوستانی طلباء میں یہ دستور ہو گیا ہے - کہ کسی خاص یونیورسٹی میں کسی خاص مضمون کی غرض سے بکثرت جا داخل ہوتے ہیں لیکن ایک جگہ ان کے بکثرت آنے سے نفع اُن کو کم پہونچتا ہے - اور نقصان زیادہ - اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ طالب علم جو ایسی یونیورسٹی میں جانا چاہیں - جس میں بکثرت طلباء ہوں - وہ تمام حالات اور تعلیمی سہولت سے آگاہی حاصل کریں - اور کسی دوسری اسی درجہ کی یونیورسٹی میں جانے کے متعلق غور کریں - اور اڈنبرگ انڈین ایسوسیئشن کے سکرٹری سے اس بارے میں بذریعہ خط و کتابت مشورہ کریں

سکاٹلینڈ ایک نہایت آزاد خیال ملک ہے - جہاں ہندوستانیوں سے بہت اچھا سلوک کیا جاتا ہے - اور ضروریات زندگی نہایت سستی ہیں - اور وہاں کی یونیورسٹیاں خاص کر انجینرنگ اور میڈیکل تعلیم کے لئے انگلستان کی یونیورسٹیوں پر سبقت رکھتی ہیں - پس ہندوستانی طالب علموں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے کثرت سے سکاٹلینڈ جانا چاہیئے - اور سکاٹلینڈ میں تعلیم کے متعلق مکمل حالات ایک خط لکھ کر اوپر کے پتہ سے منگالیں ؛

محمد احمد ساگر حیدر بیرسٹر ایٹ لاء سکندر آباد دکن

چکڑالوی صاحب چکّر میں

کہا جاتا تھا - کہ اللہ تعالےٰ کے محبوب بندوں کی مخالفت سلب علم کا باعث ہوتی ہے - پہلے ہم صرف سنتے تھے - مگر اب دیکھتے ہیں - مولوی عبداللہ چکڑالوی مدعی علم قرآن حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک کتاب بنام "تردید اوہام قادیانی" تصنیف کرتے ہیں - مگر صادق و مصدق امام کی مخالفت میں سلوب العلم والعقل ہو جاتے ہیں - "تردید اوہام قادیانی" میں ایسے چکراتے ہیں - کہ حافظہ بھی نہیں رہتا - اور اپنی قلم سے آپ اپنے خلاف لکھتے ہیں - اور صریح تناقض کے چکر میں پڑ جاتے ہیں ملاحظہ ہو -

"قرآن مجید میں بھی توفی کا لفظ سوائے مرنے کے اور معنوں میں بھی مذکور موجود ہے" ص ۳۶ اس میں اقرار ہے - کہ توفی موت کے معنی میں بھی آتا ہے

پھر کتاب تردید اوہام قادیانی میں یٰعیسیٰ انی متوفیک کے معنی لکھتے ہیں - "مارنے والا ہوں" یعنی توفی بمعنی موت اس آیت میں ہے ؛

"توفی کے معنی قرآن مجید میں کسی جگہ بھی موت کے ہرگز نہیں آئے" ص ۱۰۹ ؛

اور اپنی تفسیر القرآن میں اسی آیت کے ماتحت لکھتے ہیں - کہ آیت ہذا میں توفی کا معنی موت ہرگز نہیں ہو سکتے" ؛

(علی)

ایک ڈرافٹسمین کی ضرورت ہے

اسسٹنٹ کمانڈنگ رائل انجنیر چک لالہ کے دفتر کے لئے جس کی تنخواہ ساٹھ روپے اور الاونس گیارہ روپے کل اکہتر روپیہ ہوگی - حاجتمند - جلد - اپنی درخواست مندرجہ ذیل اڈریس پر بھیجدیں

The assit, Commandt
ng. Royol Enginear
Chak Lala. (Rawal pindi)

نوٹ - درخواست کنندہ ہمیں بھی اطلاع دے ؛ ناظر امور عامہ

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

قادیان میں عمدہ موقعہ کی سکنی زمین برلب سڑک بھی مل سکتی ہے

مینے اعلان کروایا تھا - کہ عنقریب بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے نکلنے والے ہیں - جن کی قیمت پندرہ روپیہ فی مرلہ ہوگی - وہ موقعہ تو ابھی نہیں نکلا - لیکن ایک اور نہایت عمدہ موقعہ کی زمین نکل آئی ہے - یہ زمین محلہ دارالرحمت کے شرق میں بڑی سڑک کے اوپر واقع ہے - اور دوسری طرف بھی بورڈنگ - ہائی کی سڑک یعنی بابو رحمت اللہ صاحب کے سامنے تک پھیلی ہوئی ہے - ہندوؤں کا تالاب اس کے جنوب میں ہے - یہ زمین قرب کے لحاظ سے بھی اچھی ہے - اور موقعہ بھی نہایت عمدہ ہے - قریباً چوبیس کنال کے ٹکڑے قابل فروخت ہیں - قیمت حسب ذیل ہے - اندرون محلہ کوچوں کے اوپر کے ٹکڑے فی مرلہ پندرہ روپیہ کے حساب سے تین سو روپیہ کنال - دارالرحمت کے مقابل بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے پچیس روپیہ فی مرلہ کے حساب سے پانچ سو روپیہ کنال - سڑک کے ٹکڑے عموماً دو کنال کے ہیں اور خاص صورتوں میں ایک کنال سے کم کے رقبہ میں فروخت نہیں ہونگے محلہ دارالفضل میں بھی زمین موجود ہے - قیمت ساڑھے بارہ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے اڑھائی سو روپیہ فی کنال - رعایتی قیمت والے ٹکڑے ختم ہو چکے ہیں - محلہ دارالرحمت میں تمام قابل فروخت ٹکڑے ختم ہو چکے ہیں - ہاں سٹور کے لنگرخانہ کے پاس زمین قابل فروخت موجود ہے - مگر چونکہ یہ زمین پرانی آبادی کے بالکل قریب بلکہ ساتھ ہے - اس لئے اس کی قیمت زیادہ ہے - یعنی نسبتاً قرب بعید کے لحاظ سے تیس اور پچیس روپیہ فی مرلہ اور سڑک کے اوپر چالیس اور پینتیس روپیہ فی مرلہ - خواہشمند احباب اپنی درخواستیں معہ زر قیمت بھجوا دیں - کیونکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے - کہ صرف درخواست آتی ہوتی ہے - لیکن چونکہ روپیہ نہیں آیا ہوتا - اس لئے نامزد نہیں کیا جا سکتا - اور اتنے میں کوئی اور صاحب قیمت ادا کر کے زمین خرید لیتے ہیں ؛

مرزا بشیر احمد - قادیان

ممالک غیر کی خبریں

ارفہ کی تسخیر

لنڈن ۱۸ - مئی - ٹائمز کو قسطنطنیہ سے ذیل کی خبر آئی ہے - کہ ارفہ کی ۶۱ روز کی ناکہ بندی کے بعد ترکوں نے ۵۰۰ ۳ فرانسیسی محصور فوج کو جس کے افسر فرانسیسی تھے - جنگی اعزاز کے ساتھ اپنے اسلحہ اور سامان سمیت بر جیق کی طرف نکل جانے کی اجازت دی چونکہ ان کے جانور بہت تھکے ماندے تھے - اس لئے وہ بہت دور نہ گئے تھے - کہ دو ہزار ترکی محبان وطن کردوں اور عربوں نے ان پر یورش کر دی - اور تمام دستے کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا - ترکوں نے انہیں زخمیوں سمیت فوراً تہ تیغ کر ڈالا - اس کے بعد ترکی باقاعدہ فوج موقع پر پہونچ گئی - اور اس نے پس ماندوں کو اپنی تحویل میں لے لیا - جن کی تعداد ایک سو تھی ؞

ایران پر بالشویکوں کا حملہ

لنڈن - ۲۰ - مئی - ایران پر بالشویکوں کے حملے کے متعلق ٹائمز رقمطراز ہے - کہ شمالی ایران میں مدافعت کا کوئی سامان نہیں - گذشتہ موسم گرما میں ایران کو ۲۰ - لاکھ پونڈ کا جو قرضہ دیا گیا تھا - وہ اب سے بہت پہلے خرچ ہو چکا ہو گا - برطانی افسر اس غرض سے بھیجے گئے ہیں - کہ ایران کی مقامی افواج کا نظم و نسق از سر نو درست کریں - لیکن معلوم نہیں ہوتا - کہ ابھی اس بارے میں کوئی عملی کارروائی شروع کی گئی ہو - وزیر اعظم ایران ایران میں بیمار ہیں - اور ان کے ہمعصر کسی کام کے نہیں اس اثناء میں بالشویکوں کی کثیر التعداد سپاہ سرحد کو عبور کر آئی ہے -

تبریز کی ہندوستانی سپاہ خطرہ میں

ٹائمز یہ سوال کرتا ہے کہ تبریز میں برطانی افسروں کی ماتحتی میں جو قلیل ہندوستانی فوج ہے - اس کا کیا حشر ہو گا - اور خود ہی کہتا ہے کہ اس کا بھی وہی حال ہو گا - جو ارفہ میں فرانسیسیوں کی مختصر جمعیت کا ہوا ہے

حملہ کا پہلے ہی سے احتمال تھا

لنڈن - ۲۰ - مئی - رائٹر کو برطانی حلقوں سے معلوم ہوا ہے - کہ انزلی سے برطانی فوج کی واپسی خالصتاً احتیاطی تدبیر ہے - اور سپاہ کی سلامتی کے متعلق کسی قسم کا فکر و اندیشہ نہیں - یہ سپاہ عراق عرب کی میدانی فوج کے ایک دستہ پر مشتمل ہے -

کوئی جدید فوجی حالت رونما نہیں ہوئی - کیونکہ بالشویک جب سے باکو میں پہونچے ہیں - بحیرہ خزر پر مسلط رہے ہیں اس بات کا احتمال مدت سے تھا - کہ بالشویک انزلی کی سمت میں حملہ آور ہوں گے - تاکہ ان دس چھوٹے چھوٹے جہازوں پر قبضہ کریں - جو ڈینکن کے ہمراہیوں سے متعلق ہیں ؞

انزلی کا معاملہ جمعیۃ الاقوام میں

لنڈن ۲۱ - مئی - پیرس میں معلوم ہوا ہے کہ دولت ایران انزلی پر گولہ باری اور قبضہ کے بارے میں جمعیۃ الاقوام کی توجہ مبذول کر رہی ہے -

انزلی پر حملہ اور انگریزی مدد

لنڈن - ۲۰ - مئی - دیوان عام میں کپتان ویجوڈ کا انزلی پر بالشویکوں کے قبضہ کے متعلق جواب دیتے ہوئے مسٹر بونرلا نے کہا - کہ گورنمنٹ اینگلو پرشین معاہدے کے ماتحت ایرانیوں کی مدد کرنے کی پابند نہیں

انزلی میں انگریزی فوج

برطانی افواج مقیم انزلی جو غالباً دو کمزور پلٹنوں پر مشتمل ہے - عراق عرب کی فوج کا حصہ ہے - اسکے پاس چند توپیں بھی ہیں ؞

بالشویک مزید پیشقدمی نہ کرینگے

لنڈن ۲۱ - مئی - شہر کے حلقوں میں یہ توقع ظاہر کی جاتی ہے - کہ بالشویک بار برداری اور نظم و نسق کی مشکلات کے باعث ایران میں مزید پیشقدمی نہ کرینگے - جہاں موجودہ واقعات رونما ہوئے ہیں وہاں سے برطانی تیل کے چشمے کم از کم ایک ماہ کی مسافت پر ہیں

مجرمین جنگ پر مقدمات

لنڈن ۱۹ - مئی - برلن - مجرمین جنگ کو طلب کیا گیا ہے - کہ وہ لیپزگ کی عدالت عالیہ میں آکر پیش ہوں جو ۷ - جون سے ۳۰ - جون تک منعقد ہو گی ؞

وزیر اعظم مصر کا استعفاء - لنڈن - ۲۰ - مئی قاہرہ - وزیر اعظم وہاب پاشا صحت کی خرابی کے باعث مستعفی ہو گیا ہے +

ہندوستان کی خبریں

کونسل کی ممبری سے استعفا

حیدرآباد سندھ - ۲۱ - مئی - آنریبل مسٹر غلام محمد بھرگری نے گورنمنٹ بمبئی کو لکھا ہے - کہ میں ترکی معاہدہ صلح کے خلاف صدائے احتجاج کے طور پر مجلس وضع آئین و قوانین بمبئی کی ممبری سے استعفا دیتا ہوں ؞

عبداللہ قور کا استعفاء

بمبئی - ۲۰ - مئی - بدر الدین عبداللہ قور نے مرکزی خلافت کمیٹی کے عہدہ جائنٹ سکرٹری سے استعفاء دیتے ہوئے جو چٹھی مسٹر چھوٹانی کو بھیجی ہے - اس میں وہ لکھتے ہیں کہ جب کمیٹی نے اپریل میں عدم تعاون اختیار کرنے کا ارادہ کیا تھا تو مجھے اس کے مالہ و ما علیہ پر غور کرنے کی فرصت نہیں ملی تھی - اب نہایت عمیق غور و خوض کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں - کہ عدم تعاون کا نظام عمل نہ صرف غیر آئینی بلکہ مسلمانان ہند کے بہترین اغراض کے لئے نہایت خطرناک ہے ؞

ترکی اسیران جنگ

کلکتہ - ۲۲ - مئی - کل ٹھٹیکسیلا سے ۸۲۶ ترکی قیدی یہاں پہنچے اور لایلاٹا جہاز پر سوار ہو کر فوراً قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گئے چھ یا سات ہزار ترکی قیدی برہما میں محبوس تھے - اب تک ان میں سے نصف سے زیادہ قیدی کرائے کے جہازوں پر سوار کرا کر قسطنطنیہ بھیجدیئے گئے - باقی بھی جلد روانہ ہونگے ؞

حالات سرحد

شملہ ۲۱ - مئی - افغانوں نے لنباٹ (چترال) خالی کر دیا ہے - زکاخیلوں کے سوا جو ڈاکہ ڈال رہے ہیں - باقی آفریدی خاموش ہیں اور برابر بندوقیں حوالہ کر رہے ہیں - یکم مئی تک ان کی جانب سے ۲۶۹ موصول ہو چکی ہیں - قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ محسود بھی صلح کرنا چاہتے ہیں - ملح جو فرقہ نے ۱۳ - ۱۴ - مئی کو کانی گورم جرگہ قائم کر کے گورنمنٹ کی مکمل اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کیا - دوران جرگہ میں حاجی عبد الرزاق کی طرف سے ایک وفد بارہ سو روپیہ لیکر آیا اور رشوت دیکر فیصلہ بدلنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی - شنگی اور بتاہا سیوں نے اس اجازت سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے - جو پچھلے دنوں انکو کرم وادی میں آکر زمین کاشت

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کمیٹی شائع ہوا)